

اِرْشَادُ الطَّالِبِينَ

اِرْشَادُ السَّالِكِينَ

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد کبیری

ترجمہ

جناب سید شاہ ڈاکٹر محمد علی اویسی

کاسٹرز

مکتبہ شرف خانقاہ معظمہ بہار، قسطنطنیہ (ترکیہ)

ارشاد الطالبین

ارشاد السالکین

حضرت مخدوم ابراہیم شاہ شریف الدین احمد کبیری مینبری

— ترجمہ —

جناب سید شاہ ڈاکٹر عزیز علی شاہ

کاسٹیر

مکتبہ شرف خانا، مظہر بہار، شریف آباد (پنجاب)

www.maktabah.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب.....	ارشاد الطالین وارشاد السالکین
مصنف.....	حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد مکی منیریؒ
ناشر.....	مکتبہ شرف خانقاہ معظم بہار شریف
طبع اول.....	۱۹۸۵ء
طبع دوم.....	۲۰۰۳ء
صفحات.....	۴۸
تعداد.....	۱۰۰۰
قیمت.....	۳۵ روپے
کمپوزنگ.....	محمد ناصر خان چشتی (فاضل دارالعلوم نعیمیہ، کراچی)

☆ ملنے کے پتے ☆

- ✽ مکتبہ شرف، خانقاہ معظم بہار شریف، نالندہ
- ✽ خانقاہ فردوسیہ، ۱۸، لیٹن اسٹریٹ، کلکتہ ۱۳
- ✽ ڈاکٹر محمد علی ارشد، محلہ بھینسا سور، بہار شریف (نالندہ)

فہرست مضامین

- ۱ حرف آغاز سید شاہ محمد سیف الدین فردوسی
پیش لفظ از مترجم
- ارشاد الطالبین
- ۱۲ وصول الی اللہ کی تین قسمیں ہیں
- ۱۳ واجب الوجود کی تجلیات کا مشاہدہ
- ۱۳ نفی لا الہ الا اللہ اور اثبات الا اللہ کی تشریح
- ۱۳ مقام احدیت تک رسائی کا طریقہ
- ۱۳ الانسان سرى وانا سره کی تشریح
- ۱۵ شہر نفسانی اور شہر روحانی کی توضیح
- ۱۵ شہر روحانی کو آباد کرنے کا فائدہ
- ۱۶ ہر حال میں اللہ کی معیت حاصل رہے
- ۱۷ ہر حال میں فاعل حقیقی سے مدد طلب کرے
- ۱۷ صبح و شام اللہ کے ذکر میں مشغول رہے
- ۱۸ اللہ کے ذکر کی تین قسمیں ہیں
- ۱۹ جو تین مقامات سے مستغنی ہو اس کو طالب کہتے ہیں
- ۲۰ طالب مطلوب کب بنتا ہے

- ۲۰ طالب کی مشغولیت
- ۲۰ مشاہدہ کی تعریف
- ۲۱ زہد، تقویٰ اور قناعت کی تعریف
- ۲۱ واجب الوجود کے سوا کسی کا وجود نہیں
- ۲۲ واجب الوجود
- ۲۲ جائز الوجود
- ۲۲ ممکن الوجود
- ۲۲ ممتنع الوجود
- ۲۲ ہر سانس اللہ کی یاد میں صرف ہو
- ۲۲ ہفت اندام کو طلب الہی میں مشغول رکھے
- ۲۲ موجود اصلی کبھی معدوم نہیں ہوگا
- ۲۲ معدوم اصلی ہرگز موجود نہ ہوگا
- ۲۲ فنا کی تعریف
- ۲۳ ہر حال میں راضی برضا رہے
- ۲۴ شکر کے معنی
- ۲۵ اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کا بیان
- ۲۵ کھانے پینے کی تین قسمیں ہیں
- ۲۶ ذات محبوب کا مشاہدہ
- ۲۷ مومن کی پانچ علامتیں ہیں

۲۸	مومن کے ہاتھ اور زبان سے کسی مخلوق کو ناحق تکلیف نہ پہنچے
۲۸	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
۲۹	نماز مومن کی معراج ہے
۲۹	تحریمہ کے معنی
۲۹	عبادت، عبودیت اور عبودت
۳۰	مراقبہ اول
۳۱	احسان کی تعریف
۳۲	مراقبہ دوم
۳۳	مقام تسلیم و تسکین تک رسائی
۳۳	قرآن عاشق کو معشوق سے ملاتا ہے
۳۳	خدا کی رضا اور رسول کی اتباع قرآن میں ہے
۳۳	قرآن کو پڑھنے اور سننے کے بعد بھلا دینے کی وعید
۳۳	ذکر میں استقامت
۳۳	ذکر کی تعریف
۳۴	توبہ کی تعریف
۳۴	ہفت اندام کو گناہوں سے پاک رکھے
۳۵	توبہ کی تین قسمیں ہیں
۳۶	مجاہدہ کی تعریف
۳۷	غنا اور فقر کی تعریف

۳۷	فقر کی تشریح
۳۸	آشتی در آشتی کیا ہے
۳۸	کمال بے نیازی میں کمال نیاز ہے
۳۸	کمال بے نیازی کمال نیاز میں ہے
۳۸	حضرت ابراہیم <small>علیہ السلام</small> اور کمال بے نیازی
۳۹	مومن کے تین درجے ہیں
۴۰	المومن ملوک الجنۃ
۴۰	المومن انیس الرحمن
۴۰	المومن خواص الرحمن
۴۰	شریعت، طریقت، حقیقت کی تعریف
	ارشادُ السالکین
۴۱	وجہ تخلیق عالم
۴۲	عناصر اربعہ کی تخلیق
۴۳	اللہ کے سوا کسی کا وجود نہیں
۴۴	غیر حقیقی محال ہے
۴۶	الظاہر اور الباطن کی توضیح
۴۷	جبرائیل <small>علیہ السلام</small> کا دجیہ کلبی اور اعرابی کی شکل میں آنا

☆☆.....☆.....☆.....☆☆☆☆

حرفِ آغاز

سید شاہ محمد سیف الدین فردوسی

ارشاد الطالبین اور ارشاد السالکین کا اردو ترجمہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت مخدوم جہاں سلطان محققین شیخ شرف الدین احمد سبکی منیری فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دونوں رسائل طالبان معرفت اور سالکان طریقت کے لئے نور ہدایت اور شمع راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔۔ اور ان دونوں مختصر رسائل کو آپ کے مکتوبات و ملفوظات کا مقدمہ اور متن کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ یہ رسائل وجود وحدانیت باری تعالیٰ کے مظہر اور آئینہ ہیں اور علم کا وہ بحر بیکراں ہے جس میں اشیاء کی معرفت موجزن ہے۔ العلم معرفۃ الشیء کما ہو۔

ان دونوں رسالوں میں کلمہ اول کی حقیقت پر ایسی جامع و دل افروز بحث کی گئی ہے جس کے ادراک سے توحید و رسالت کے وسیع و عمیق سر بستہ علم کی عقدہ کشائی ہوتی ہے۔ حضرت مخدوم نے اپنی محققانہ بصیرت، فاضلانہ صلاحیت، اجتہادی قوت اور خداداد قابلیت سے رضائے الہی اور طلب خداوندی کے وہ نادر نسخے بتائے ہیں اور بارگاہ الہی میں لطف و محبت کی خلعت سے آراستہ ہونے کے ایسے طریقے قلم بند فرمائے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر مومن، مومن کامل بن سکتا ہے۔ طالب، طالب صادق ہو سکتا ہے اور سالک سلوک و معرفت کی مشکل ترین منزلوں کو طے کر کے..... من کان اللہ کان اللہ..... کی دولتِ لازوال سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ یہ وہ

کتابیں ہیں جن میں دُعا، نَفْسک و تعالٰی کی فرحت بخش وادی کی
 سپر کرائی گئی ہے۔ خواہشاتِ نفسانی کے بت کو توڑنے، تمنا اور آرزو کے
 شیش محل کا قلع قمع کرنے دیا۔ محبوب تک پہنچنے میں جو صعوبتیں حاصل
 ہوں ان کے آگے سینہ سپر ہو جانے کا درس دیا گیا ہے۔ تکمیلِ ایمان کے تمام
 مراحل ضبطِ نفس، تقویٰ و طہارت، اخلاق و للہیت، خدا اور رسول ﷺ سے
 محبت، خضوع و خشوع، معصیت سے اجتناب، عملِ صالح کی ترغیب اور اسی
 طرح کے دوسرے کلمات کی تشریح بہت ہی جامع انداز میں کی گئی ہے اور
 توحید کے عمیق مفہوم کو نہایت آسان اور سہل پیرایہ میں پیش کیا گیا ہے جو
 آسانی سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔

چونکہ یہ رسائل فارسی زبان میں ہیں اور فارسی کتابوں کی اشاعت
 اس دور میں زیادہ مفید نہیں ہے، اس لئے طالبانِ علم کے ذوق و شوق کو
 مد نظر رکھتے ہوئے ادارہ نے عم محترم جناب ڈاکٹر مولانا محمد علی ارشد صاحب
 سے ان دونوں رسائل کے اردو ترجمہ کی فرمائش کی۔ عم موصوف کو حضرت
 مخدوم جہاں کے مکتوبات و ملفوظات کے افہام و تفہیم کا ملکہ اور آپ کے علمی
 سرمایہ کی صحیح ترجمانی کا فیضان ورثہ میں ملا ہے۔ انہوں نے ادارہ کی فرمائش
 پر آسان اور سہل انداز میں ترجمہ کیا ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

اللہ تعالیٰ اس خدمت کا شایانِ شان صلہ دے اور ان رسائل کو

امتِ مسلمہ کی ترقی و نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

پیش لفظ

از مترجم

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں ”ارشاد الطالبین“ اور ”ارشاد السالکین“ بظاہر مختصر ترین رسائل ہیں لیکن معنوی اعتبار سے دین اسلام اور علم و عرفان کا وہ بحر بیکراں ہیں جس کی موجیں مکتوبات اور ملفوظات کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ حضرت کے علمی سرمایہ کا جوشہ پارہ بھی اٹھائیے اس میں انہی دونوں کتابوں کی تشریح ملے گی اور ہر جگہ یہی مضامین نئے نئے انداز میں نظر آئیں گے۔ یہ دونوں کتابیں حضرت کی تعلیمات کی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور آپ کی تعلیمات سے پورے طور پر واقف ہونے کے لئے پہلے ان دونوں کتابوں کا پڑھنا اور ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

ارشاد الطالبین میں تجدید ایمان کی دعوت بھی ہے اور اعمال صالح کی تبلیغ بھی..... لا الہ الا اللہ..... کے اسرار بھی ہیں اور..... محمد رسول اللہ..... کے انوار بھی..... حقوق اللہ کی پاسداری بھی ہے اور حقوق العباد کی نگہداشت بھی..... الصلوٰۃ معراج المؤمنین..... کی تشریح کے ذریعہ ذوق

عبادت بھی ہے اور..... ان القرآن یوصل العاشق الی المعشوق..... کی توضیح کے ذریعہ شوق تلاوت بھی۔ جہاں نماز کی تاکید کی ہے وہیں قرآن کی تلاوت اور اس کو زندگی کا لائحہ عمل بنانے پر بھی زور دیا ہے۔ زہد و تقویٰ، قناعت، مراقبہ، احسان، جلال و جمال، ذکر و فکر، توبہ و انابت، غنا و فقر، آشتی در آشتی، کمال بے نیازی، کمال نیاز مندی جیسے اصطلاحات کو بہت ہی آسان اور سہل انداز میں سمجھایا ہے، ہر جگہ اتباع رسول ﷺ کی دعوت دی گئی ہے اور عبد و معبود کے رشتہ کو مستحکم بنایا ہے۔

ارشاد السالکین میں مسئلہ وحدت الوجود کو بہت ہی مدلل بیان کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں وجود وحدانیت باری تعالیٰ کے زیر عنوان تخلیق کائنات کا سبب، عناصر اربعہ کی تخلیق..... ہوا لظاہر ہوا لباطن..... کی تشریح، عام فہم الفاظ میں تحریر فرمایا ہے۔

یہ دونوں کتابیں ایسی ہیں جن کو روزانہ کا وظیفہ بنایا جائے اور ذوق و شوق کے ساتھ مطالعہ میں رکھی جائیں۔

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبار جہاں

نگاہ شوق اگر ہو شریک بینائی

حضرت مخدوم جہاں کے دیگر علمی سرمایہ کی طرح یہ دونوں رسالے

بھی فارسی زبان میں ہیں، عامۃ المسلمین کے استفادہ کے خیال سے مکتبہ

شرف نے انہی معظم سیدی و مولائی حضرت جناب حضور سید شاہ محمد امجد
 فردوسی مدظلہ العالی (زیب سجادہ حضرت مخدوم جہاں) کے حکم سے ان
 دونوں رسائل کے اردو ترجمہ کی ذمہ داری راقم الحروف کے سپرد کی۔
 حضرت کی خواہش عملی شکل میں آپ کے سامنے ہے، ترجمہ کی خامیوں کی
 طرف ارباب علم کی نشان دہی میرے لئے مشعل راہ بنے گی۔

اللہ تعالیٰ ان کتابوں کے معانی دل پر کھول دے۔ اقوال کو افعال اور افعال
 کو احوال میں بدل دے..... رب اشرح لی صدری ویسر لی امری.....

ارشاد الطالبین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا مُوْجُوْدَ اِلَّا هُوَ

وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا هُوَ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہاں کا، نہیں ہے کوئی موجود سوائے اس کے اور درود ہو اس کے رسول سیدنا محمد ﷺ پر، نہیں ہے کوئی مقصود سوائے ان کے۔

تم جانو کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی تین قسمیں ہیں..... وصول الی اللہ کی پہلی قسم یہ ہے کہ افعال ذمیمہ سے نکل آوے یعنی برے کاموں سے پاک ہو جائے اور یہی تزکیہ نفس ہے..... وصول الی اللہ کی دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ کے سوا تمام چیزوں سے منقطع ہو جائے اور یہی تصفیہ قلب (یعنی دل کی صفائی) ہے..... وصول الی اللہ کی تیسری قسم یہ ہے کہ اپنی صفات سے نکل جائے اور یہی روح کی تجلی ہے۔ طالب حق کے لئے ضروری ہے کہ اپنی صفتوں میں اس حد تک نکل جائے کہ اس کی بقاء اللہ تعالیٰ کی صفتوں کے ساتھ قائم ہو جائے۔

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ اپنی صفتوں سے فنا ہو جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں کے ساتھ باقی رہے اور خودی کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے، تاکہ واجب والوجود کی تجلیات کے کل مناظر کا مشاہدہ اپنی ذات میں کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ..... یعنی اول بھی وہی ہے آخر بھی وہی، ظاہر بھی وہی ہے اور باطن بھی وہی ہے۔

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ فنا کی کشتی میں بیٹھے تاکہ بقا کے ساحل پر پہنچے اور یہ جان لے کہ کشتی فنا اور ساحل بقا کیا ہے..... لَا اِلَهَ..... کشتی فنا ہے اور..... اَللّٰهُ..... ساحل بقا ہے۔ وہ ساری چیزیں جو نظر آتی ہیں اور جو معلوم کی جاتی ہیں تحت الثریٰ سے علوئے اعلیٰ تک مع اپنی ذات کے لا کی کشتی فنا میں رکھ کر دریائے هَوِیَّتِ کی سیر کرے، یہاں تک کہ اَللّٰہ کے اثبات میں غوطہ لگائے اور بقا تک پہنچ جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے..... شَهِدَ اللّٰهُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ..... (اللہ نے گواہی دی کہ سوائے اس کے کوئی اللہ نہیں)۔

اس علم کا قاعدہ یہ ہے کہ جب لَا اِلَهَ آئے تو تمام موجودات کو لا کے دائرہ میں کھینچے اور جب اَللّٰهُ پر پہنچے تو تصورات ربوبیت کے بوستان شوق میں اپنے دل کو لے جائے۔ محبت کا پھل چنے، اپنی روح کو وحدانیت کے

انوار کا مشاہدہ کرائے، اپنے بستر کو الوہیت کے اسرار میں مستغرق کر دے۔
 اخلاص کا تاج سر پر رکھے، حضوری کا پٹکا کمر میں باندھے، عبودیت کے
 گھوڑے پر سوار ہو جائے، عبادت اور تقویٰ کا کوڑا ہاتھ میں لے لے،
 وحدت اور وحدانیت کے میدان میں گھوڑے کو دوڑادے تاکہ مقام
 احدیت تک پہنچ جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے..... قُلْ هُوَ اللَّهُ
 أَحَدٌ..... (کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے)۔

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ آبِ توحید سے اپنے دل کی
 پرورش کرے، اپنی روح کو اللہ تعالیٰ کے انوار سے منور کرے۔ اس کے بعد
 صانع مطلق کی تجلیات کے دریا میں غوطہ لگائے تاکہ..... أَلَا إِنَّ سَانَ بَرِّي
 وَصَفَتِي وَأَنَا سَرُهُ..... (انسان میرا راز اور میری صفت ہے اور میں اس کا راز
 ہوں) کا گوہر نایاب ہاتھ آئے۔ اس لئے کہ روح کو جان کہتے ہیں اس
 میں ایک بتر ہے، اس کو جاناں کہتے ہیں اور وہ مقام محبوب کے انوار کا ہے
 بلکہ عین محبوب ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ:

إِنَّ فِي جَسَدِ ابْنِ آدَمَ لِمُضْغَةٍ وَفِي الْمُضْغَةِ قَلْبٌ وَفِي الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِي
 الْفُؤَادِ الضَّمِيرُ سِرُّ فِى السَّرَانَا۔

”انسان کے بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے، لوتھڑے میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا رَأَيْتُ شَيْئاً إِلَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ فِيهِ وَمَا رَأَيْتُ شَيْئاً إِلَّا اللّٰهَ فَلَئْسَ فِي الدَّارِينِ
غَيْرَ اللّٰهِ فَلَيْسَ فِي الدَّارِينِ غَيْرُهُ۔

(میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی مگر اس میں اللہ کو دیکھا اور میں نے
اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھا، دونوں جہاں میں کچھ نہیں ہے، سوائے اللہ کے،
اور نہیں ہے دونوں جہاں میں سوائے اللہ کے) اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا..... وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ..... (اور جو لوگ ایمان لائے، اللہ کی
محبت میں سخت ہیں)۔

اے عزیز! طالب کو چاہئے اپنے قالب کی عمارت کو اللہ کی معیت
پر تصور کرے، اقوال، افعال، احوال، حرکات و سکنات میں، کھانے، پینے،
سونے اور جاگنے میں یعنی ہر حال میں اللہ کے ساتھ ہو۔ جیسا کہ اس نے
خود فرمایا ہے..... وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ..... (اور وہ
تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ دیکھ رہا ہے)
اور حدیث قدسی ہے:

نَمْ عَبْدِي لَأَكُونُ الْعَوَامُ نَمْ عَبْدِي كُنُومُ الْعُرُوسِ يَا عَبْدِي مَا تَصْنَعُ بَغِيرِي وَانْتَ مَخُوفُ
تَجْرِبِي وَتَصْنَعُ بِي وَتَعْمَلِي وَتَانَسِي وَأَنَا خَيْرُ لَكَ مِنْ كُلِّ سِوَايَ۔

(اے میرے بندے! تو سو لیکن عوام کی طرح نہ سو، اے میرے بندے! تو دلہن کی طرح سو، اے میرے بندے! کیا تو بسر کرتا ہے میرے غیر کے ساتھ، حالانکہ تو ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے، مجھ سے کام رکھ اور میرا انعام حاصل کر، اور مجھ سے مانوس رہ، اس لئے کہ میں تیرے لئے بہتر ہوں۔ اپنے ہر ما سوا سے)۔

پس چاہئے کہ اقوال، افعال اور احوال میں فاعل حقیقی پر قائم رہے اور ہر حال میں اسی سے مدد طلب کرے، اور یہ یقین رکھے کہ..... لا فاعل فی الوجود اللہ..... (اللہ کے سوا کسی فاعل کا وجود ہی نہیں) اور قرب الہی کے دریا سے ہمیشہ انیسیت رکھے، جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ، وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تَبْصُرُونَ
(ہم اس کی رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں اور ہم تم سے بہت قریب ہیں مگر تم نہیں دیکھتے)

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ صبح و شام اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھے اور اپنے دل میں اللہ کے ذکر کے سوا کسی چیز کا گذر ہونے نہ دے اور ہر حرکت و سکنت اللہ ہی کے لئے ہو۔

خواہم کہ بیخ صحبت اغیار برکنم
در باغ دل رہانہ کم جز نہال دوست

از دل بدرکنم غم دنیا و آخرت

یا خانہ جائے رخت بود یا خیال دوست

(میں چاہتا ہوں کہ غیروں کی جڑیں اکھاڑ دوں، دل کے باغ میں

درخت محبوب کے علاوہ کسی چیز کو رہنے نہ دوں، دل سے دنیا اور آخرت کا غم

نکال دوں، خانہ دل میں اسباب رہے یا صرف خیال دوست) اللہ کے ذکر

میں ایسا مستغرق ہو کہ اپنے آپ سے فانی ہو جائے جیسا کہ اللہ تبارک

و تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِي آمَنُوا ذَكَرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبَّحُوا بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

(اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بہت زیادہ کرو، صبح و شام اس کی تسبیح

کرو)

اے عزیز! طالب کو یہ جاننا چاہئے کہ یاد حق کی تین قسمیں ہیں،

زبان سے یاد دل سے یا سر سے (یاد کرے) طالب کو چاہئے کہ اپنے تمام

اعضاء کو ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رکھے، اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی

طلب اور احاطہ میں مستغرق رکھے، اپنی روح کو اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے تصور

سے روشن کرے اور اپنے سر (راز) کو مذکور کے ساتھ ملا دے تاکہ اپنے

اعضاء اور تمام منظورات کے ذکر کو سنے اور ہر رونگٹا زبان ہو جائے اور تمام

اشیاء کے ساتھ ذاکر ہو جائے۔ عنایت الہی سے ذاکر جب اس مقام پر

پہنچتا ہے تو وہ خود اللہ تعالیٰ کے ذکر میں فانی ہو جاتا ہے اور بجائے ذاکر وہی مذکور رہ جاتا ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگرمی
(میں تو ہوا تو میں ہوا، میں جسم ہوا، تو جان ہوا کوئی پھر یہ نہ کہے
میں دوسرا ہوں تو دوسرا ہے)

اے عزیز! طالب کو جاننا چاہئے کہ طالب کس کو کہتے ہیں، طالب اس کو کہتے ہیں جو ان تین مقامات سے مستغنی ہو۔ پہلا مقام یہ ہے کہ..... الطالب ہوا المستغنی عن الدنيا وما فيها..... طالب دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے مستغنی ہو جائے۔ دوسرا مقام یہ ہے کہ..... الطالب ہوا المستغنی عن الدنيا والاخره..... یعنی طالب علم دنیا اور آخرت دونوں سے بے پرواہ ہو جائے۔ اور تیسرا مقام یہ ہے کہ..... الطالب ہوا المستغنی عن ذاته..... یعنی طالب اپنی ذات سے بھی بے نیاز ہو جائے۔ جیسا کہ سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... الدنيا حرام علی الاخره والاخره حرام علی اهل الدنيا واما حرامان علی اهل اللہ تعالیٰ..... (یعنی دنیا حرام ہے اہل آخرت پر، اور اہل دنیا پر آخرت حرام ہے، اور یہ دونوں حرام ہیں اللہ والوں پر) اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ..... من کان یرید حرث الدنيا نوتیہ منھا وما لہ فی

الآخرة من نصيب..... (جو دنیا کی کھیتی (نفع) کا ارادہ کرتا ہے، ہم اس کو دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں) بیت ۷

گر طالب مائی مطلب ہیج مرادے کز یافتن ماست ترا جملہ مرادے
(اگر تو ہم کو چاہتا ہے اور میرا طالب ہے تو اپنی کوئی مراد مت مانگ، اس لئے کہ ہم کو پالینا ہی تیری ساری مراد ہے)

واذ بلغ الطالب طلب الحقيقة فهو المطلوب

جب طالب حقیقت کی طلب میں انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو خود مطلوب

بن جاتا ہے۔

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ اپنے دل کو نور معرفت سے روشن کرے، اپنی بینائی کو حق کے مشاہدہ میں خرچ کرے اور ہمیشہ حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں رہے، اور یہ جاننا چاہئے کہ مشاہدہ کیا ہے..... المشاهدة روية المحبوب في الحجاب الدقيق وهو المخلوقات كلها..... (مشاہدہ باریک پردہ میں محبوب کا دیدار ہے اور باریک پردہ کل مخلوقات ہے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... وكان الله بكل شيء محيط..... (اور اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے) اور پھر ایسا ہی قول اللہ تعالیٰ کا ہے..... وما يشاءون الا ان يشاء الله رب العالمين..... (اور وہ کچھ نہیں چاہتے ہیں، مگر جو اللہ رب العالمین چاہتا ہے)۔

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ ہمیشہ زہد و تقویٰ اور قناعت میں

رہے، اے عزیز! تم جانو کہ زہد، تقویٰ اور قناعت کیا ہے..... الزہد ہو ترک دنیا..... (زہد دنیا کا ترک کرنا ہے) جیسا کہ سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ..... ترک دنیا اس کل عبادۃ وحب دنیا اس کل خطیۃ و التقویٰ هو ترک ماسوی اللہ والقناعت هو الخرج عن صفاتہ..... (دنیا کا چھوڑنا ہی ہر عبادت کی جڑ ہے، اور دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے، اللہ کے سوا تمام چیزوں کو چھوڑ دینا تقویٰ ہے اور اپنی صفات سے نکل آنا قناعت ہے)۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے:

مَنْ تَخَبَّعَ بِنَاغٍ غَيْرِ كُنَّا لَهُ وَمَا لَنَا

(جس نے میرے غیر سے علیحدہ ہو کر مجھ پر قناعت کی بنیاد رکھی میں اس کا ہو گیا) اور یہ بھی مشہور ہے کہ..... مَنْ لَمْ يَمُوتْ فَلَهُ الْكُلُّ..... (جس کا موتی ہو گیا اس کا سب ہو گیا)

آنانکہ ہر دو کون بیک جوئی خرنند ایشاں دے ز صحبت غیرے کجا رسد (جن کی نظر میں دونوں جہاں کی قیمت جو برابر بھی نہیں ہے وہ غیر حق کی محبت کا دم کیونکر بھر سکتے ہیں)

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ موجودات کے علم میں اپنے کو دانا اور بیٹا بنائے اور اپنے دل میں کسی چیز کا گذر نہ ہونے دے، کسی چیز کے وجود کو موجود نہ جانے۔ واجب الوجود کے سوا کسی کا وجود نہیں۔ اس لئے کہ تمام

مخلوقات واجب الوجود کی تجلیات سے روشن ہیں اور سب اسی سے قائم ہیں۔

اے عزیز! طالب کو جاننا چاہئے کہ موجود تین ہیں اور بعض چار کہتے ہیں۔ واجب الوجود، ممکن الوجود، جائز الوجود، ممتنع الوجود۔ واجب الوجود حق تعالیٰ ہے اس لئے کہ اس کی ابتداء اور انتہاء نہیں ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا..... کل منظورات کو جائز الوجود کہتے ہیں اس لئے کہ اس کی ابتداء و انتہاء ہے..... اور کل معلومات کو ممکن الوجود کہتے ہیں اس لئے کہ وہ تمام عالم میں ہیں..... اور شریک خدا کو ممتنع الوجود کہتے ہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ کا کوئی شریک اور مثل نہیں ہے۔

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ گزارے ہر دم اور ہر سانس کو یاد حق میں صرف کرے۔ بیت:

انفاس پاس دار اگر مردعاقلے کا نرا خراج ملک دو عالم بود بہا
(پاس انفاس کی مشق رکھ، اگر عقل والا ہے، کیونکہ اس کی قیمت دونوں جہاں کے خراج کے برابر ہے)

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ اپنے ہفت اندام کو اپنے معبود کی طلب میں بے قرار رکھے اور دنیا کو اپنے دل میں تلخ کرے، اور اپنی زبان کو غیر کی گفتگو سے پاک رکھے، اپنی روح کو غیر کی محبت سے صاف رکھے

اور حق کے ساتھ انسیت رکھے تاکہ مقامِ محبوبیت میں پہنچے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

..... فاذا كروني اذ كرم (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)
 اے عزیز! طالب کو جاننا چاہئے کہ جو موجود اصلی ہے کبھی معدوم نہ ہوگا اور جو معدوم اصلی ہے وہ ہرگز موجود نہ ہوگا..... الموجود موجود دائم لافناء لہ ابد والمعدوم معدوم دائم لا بقاء لہ ابدًا..... (یعنی جو موجود ہے وہ ہمیشہ موجود ہے اس کو کبھی فنا نہیں اور جو معدوم ہے ہمیشہ کے لئے معدوم ہے اس کے لئے بقا نہیں)

اے عزیز! طالب کو جاننا چاہئے کہ فنا کیا ہے:..... الفناء هو الخروج عن ذاته حتى يوجد لافاعل الوجود الا الله فاذا بلغ الطالب طلب الحقيقة في هذه المنزلة فلا يتبقى الا هو..... (فنا اپنی ذات سے نکل جانا ہے یہاں تک کہ وہ اس میں معنی تک پہنچ جائے کہ خدا کے سوا کوئی وجود کافاعل نہیں ہے جب طلب حقیقت کا طالب اس منزل پر پہنچ گیا تو سوائے اس کے کچھ باقی نہ رہا)

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ وہ خود کو مخلوق، منظور، مرزوق، اور مامور سمجھے اور احکم الحاکمین کی مشیت کے حکم پر خوش اور راضی رہے اور اپنی ارادت کو اللہ تعالیٰ کی ارادت اور مرضی کے سپرد کرے اس لئے کہ اللہ کا

حکم اور امر مخلوق کے لئے مختلف ہے۔ اس کی قسمت میں کبھی خوشی، کبھی حزن، کبھی مرض، کبھی صحت، کبھی تنگی اور کبھی فراخی ہوتی ہے۔ ہر چیز کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے سمجھنا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ پہنچے اس کو جان سے قبول کرے، ہر حال میں قانع رہے بلکہ خوش رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی قربت حاصل ہو جائے۔ صابروں اور شاکروں کے درجہ پر پہنچنے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اللّٰھ مع الصّٰبرین وان اللّٰھ مع الصّٰبرین واعملوا لہ داور د شکر اولیٰ لمن عبادی الشکور وان شکرتم لازیدکم۔

(بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور بے شک اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اے آل داؤد ہمارے بندوں میں سے شکر کرنے والے کم لوگ ہیں اگر تم نے شکر کیا البتہ ہم تم کو بڑھائیں گے)

شکر کے معنی کو اسی سے سمجھنا چاہئے کہ تمام نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق صرف کرے۔ سید جلال الدین علوی کے مکتوب میں لکھا ہے کہ اگر انسان ارادت کو اللہ کی جانب سے سمجھے تو شکر کا مقام ہے..... وان یمسک اللہ بصر فلا کاشف لہ الا هو..... (اگر خدا کی طرف سے کچھ نقصان پہنچا تو اس نقصان کو اللہ کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں ہے)۔

اے عزیز! جب طالب عنایت الہی سے اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال تک پہنچ جاتا ہے تو اس کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اس لئے کہ جلال اسی جمال سے مرکب ہے۔ طالب کو چاہئے کہ اپنے کو اللہ تعالیٰ کے جلال کے حوالے کر دے اور اللہ تعالیٰ کے جمال سے منسلک ہو جائے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے طالب کے دل پر آفتاب جلالیت تاباں ہوگا اس وقت ہر وہ چیز جو غیر اللہ ہے جل جائے گی تصفیہ قلب حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس عالم کا عکس نظر آنے لگا۔

عشقت بہ تنم آمد اکنواں چہ کنم جاں را

زیرا کہ نمی شاید یک ملک دو سلطان را

(مجھ کو تیرا عشق ہو گیا، اب میں جان کو کیا کروں، ایک ملک دو

بادشاہ کی حکومت گوارا نہیں کر سکتا)،

اے عزیز! طالب کو جاننا چاہئے کہ کھانے پینے کی تین قسمیں ہیں۔

اول: ”اکل شریعت“ دوم: ”اکل طریقت“ اور سوم: ”اکل حقیقت“ ہے۔

”اکل شریعت“ یہ ہے کہ کھانے والا، روزی دینے والے کی

یاد میں کھائے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زندگی گزارے۔

”اکل طریقت“ یہ ہے کہ کھانے والا اپنی ذات سے کھانے

پینے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرے کیونکہ کسی چیز کے وجود کا امکان اللہ تعالیٰ کی ذات سے علیحدہ نہیں۔

”اکل حقیقت“..... یہ ہے کہ کھانے والا اور جو چیز کھائی جا رہی ہے سب ایک ہی ہے جیسا کہ سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:..... انا من نور اللہ، والخلق کلہم من نوری..... (میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور جملہ مخلوقات میرے نور سے ہے)

رقصاں شواے قراضہ چو اصل اصل کافی

جو یائے ہر چہ ہستی میداں کہ عین آنی

(اے جو اہر ریزے خوشی کے مارے ناچ کہ تیری اصلیت اصل

کان کی پیداوار ہے اور تو جس چیز کو تلاش کرتا ہے، سمجھ لے کہ تو وہی ہے)۔

..... اذا بلغ الطالب طلب الحقیقۃ فهو المطلوب و فی ہذہ المنزلۃ لا موجود

الآھو..... (جب طالب حقیقت کی طلب میں انتہاء کو پہنچ جاتا ہے تو وہ خود

مطلوب بن جاتا ہے اور اس منزل پر پہنچنے کے بعد سوائے اس کے کسی کا

وجود باقی نہیں رہتا)۔

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں اپنے کو خدا کے

ساتھ اس طرح مشغول رکھے کہ اپنے سے فانی ہو جائے، جب مقام فنا میں

پہنچ جائے گا تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی بقا حاصل ہوگی۔ ارادت غیبی کو اپنے مرتبہ کے

مطابق ظاہر کرے اور اپنے محبوب و مطلوب کو اپنی ذات میں دیکھے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہا جا چکا ہے کہ..... انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری ونی انفسکم افلا تبصرون..... (میں خدا کے نور سے ہوں اور جملہ مخلوقات میرے نور سے اور ہم تمہارے اندر ہیں اور تم دیکھتے نہیں)

اے عزیز! جب تم نے اللہ کے فضل اور انتہائی مہربانی سے اس دولت کو حاصل کر لیا تو تمہارے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی..... اذا حصلت علم لا الہ الا اللہ رایت المحبوب فی ذاته واذ بلغ الطالب بفضل اللہ فی ہذہ المنزلۃ لا موجود الا هو..... (جب تم نے لا الہ الا اللہ کا علم حاصل کر لیا تو محبوب کو اپنی ذات میں دیکھ لیا اور جب طالب اللہ کے فضل سے اس مرتبہ پر پہنچ گیا تو اللہ کے سوا کسی کو موجود نہیں پاتا)

اے عزیز! تم جانو کہ مومن کس کو کہتے ہیں۔ المومن لہ خمس علامات، اذھا مرض دائماً وثانیھا حزن دائماً وثالثھا مظلوم دائماً ورابعھا بسط الیدین دائماً وخامسھا ذکر الموت علی الحیوۃ دائماً..... (مومن کی پانچ علامتیں ہیں۔ پہلی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ کسی مرض میں مبتلا رہے۔ دوسری علامت یہ ہے کہ ہمیشہ حزن کی کیفیت میں رہے۔ تیسری علامت یہ ہے کہ ہمیشہ مظلوم ہو۔ چوتھی علامت یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کھلا ہو یعنی سخی ہو اور پانچویں علامت یہ ہے کہ ہمیشہ زندگی بھر موت کو یاد کرتا رہے)

چنانچہ کلام قدسی ہے: لو علم الانسان منزلته عندى بعد الموت ليقول
 فى لمحظة ولحظة يا رب اتنى اتنى..... (اگر انسان کو اس کا علم ہو جائے کہ مرنے
 کے بعد اس کا مقام میرے نزدیک کیا ہے تو وہ ہر لمحہ اور ہر لمحہ یہی کہے کہ
 اے رب مجھ کو بلا لے مجھ کو بلا لے) اور یہ بھی کلام قدسی ہے کہ: علی المؤمن
 ترک الدنیا واجب وحب المولى فرض (مومن کیلئے دنیا کا ترک واجب
 ہے اور اللہ کی محبت فرض ہے)۔

اے عزیز! طالب کی ہمت جس وقت غیر اللہ سے منقطع ہو جاتی
 ہے، اس وقت اللہ کے ساتھ ایسی وابستگی ہوتی ہے کہ وہ عبد اللہ ہو
 جاتا ہے۔ مومن اس کو کہتے ہیں جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مخلوق کو
 ناحق تکلیف نہ پہنچے اور حدیث نبوی پر عمل کرے، جیسا کہ اس حدیث
 شریف میں ہے:

التعظیم لامر اللہ والشفقة علی خلق اللہ (اللہ کے احکام کی تعظیم کرنی چاہئے اور
 اللہ کی مخلوق پر شفقت) کلام قدسی ہے: بعض عبدی من عبادى من عمل
 بخوف جهنم وتمتع الجنة (میرے بندوں میں سے بعض بندے وہ ہیں جو جہنم
 کے خوف اور جنت کے شوق میں عبادت کرتے ہیں)

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ ان سارے کاموں سے جن کو اللہ کی
 طرف سے منع کیا گیا ہے اس حد تک پرہیز کرے کہ کسی وقت بھی کوئی قول،

کوئی عمل اور کوئی حال اللہ کی مرضی کے خلاف صادر نہ ہو اور اللہ کی طرف سے جن کاموں کا حکم دیا گیا ہے اس میں پوری کوشش کے ساتھ لگا رہے۔ نماز، روزہ اور وظائف میں ہمیشہ مشغول رہے تاکہ عارفوں کی معراج حاصل ہو جائے۔ جیسا کہ سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الصلوٰۃ معراج المؤمنین (نماز مومن کی معراج ہے)

اے عزیز! طالب کو اس کی واقفیت ہونی چاہئے کہ کون سی نماز مومن کی معراج ہے۔ مومن کو چاہئے کہ دنیا سے وضو کرے۔ عقبی سے غسل کرے۔ اپنے نفس کی قربانی دے اور دریائے فنا میں غوطہ لگائے تاکہ بقا تک پہنچ جائے اس وقت نماز مومن کی معراج ہوگی۔ تکبیر تحریمہ پہلی تکبیر کو کہتے ہیں۔ تحریمہ کے معنی اللہ کے سوا تمام چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنا ہے۔

اے عزیز! طالب کو جاننا چاہئے کہ مومن کے شغل کی تین نوعیت ہے: پہلی عبادت، دوسری عبودیت اور تیسری عبودت۔ عبادت کیا ہے، جس کے عوض میں حور و قصور اور بہشت کی نعمتیں ملیں، وہ عبادت ہے۔

عبودیت کیا ہے؟ جس کے عوض میں قرب درجات حاصل ہوں، وہ عبودیت ہے۔

عبودت کیا ہے؟ جس کا معاوضہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہو، وہ عبودت

ہے۔

مومن کو چاہئے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا طالب ہو اور
محبت کیا ہے؟ اپنی ارادت سے فارغ ہو جانا محبت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی
عنایت اور اس کے فضل سے اللہ کی ذات تک پہنچ جائے۔

گر مراد خویش خواہی ترک وصل ما بگیر

گر مراد خواہی رہا کن آرزوئے خویش را

(اگر تم اپنا مقصود چاہتے ہیں تو میرے وصل کا خیال چھوڑ دو اور

اگر مجھ کو چاہتے ہو تو اپنی آرزو کو ترک کر دو۔)

اس باب میں یہ حدیث قدسی ہے: لکل فداء جزاء وفداء ذاتک

ذاتی (ہر قربانی کا بدلہ ہے اور تیری ذات کی قربانی کا بدلہ میری ذات

ہے) یعنی ہر چیز کا معاوضہ ہے اور تیری ذات کا معاوضہ میری ذات ہے

جب تک بندہ اپنی ذات کو فنا نہیں کرتا ذات الہی کا حصول ناممکن ہے جیسا

کہ اس جملہ میں حکم ہو رہا ہے..... دع نفسک وتعالیٰ..... (اپنے نفس کو چھوڑ

دے اور چلا آ)

اے عزیز! طالب کو جاننا چاہئے کہ مراقبہ کی چند قسمیں ہیں۔ پہلا

مراقبہ یہ ہے کہ مومن کو منظور حق ہونا چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الم يعلم بان اللہیری (کیا اس نے نہیں جانا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے) فیہ
 اشارة الى المراقبة الى اللہ هو تعليم الجبرئیل علیہ السلام اذا قال النبی علیہ
 السلام بجبرئیل اخبرنی عن الاحسان فقال الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ
 فان لم یکن تراہ فانہ یراک هو البصیر العلیم علی کل حال ظاہر او باطن انہ یعلم
 الجہر وما تخفی سر او جہراً۔ (اس آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف مراقبہ کا اشارہ
 ہے وہ تعلیم ہے جبرئیل علیہ السلام کی جب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی
 نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھ کو خبر دیجئے کہ احسان کیا ہے۔ انہوں
 نے کہا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کی جائے کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں اگر
 آپ اسے نہیں دیکھ رہے ہیں تو خیال رہے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ
 تعالیٰ دیکھنے والا جاننے والا ہے ہر حال میں ظاہر ہو یا باطن وہ ظاہر اور
 پوشیدہ تمام باتوں کو جانتا ہے۔) بندہ کے حرکات، سکنت، احوال، اقوال
 اور افعال کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے جیسا کہ خود اللہ رب العزت نے فرمایا: ان
 اللہ بصیر بالعباد (بیشک اللہ دیکھتا ہے بندوں کو).....

دوسرا مراقبہ..... هو اللہ فی السموات وما فی الارض..... ہے (یعنی
 وہی اللہ ہے آسمان اور زمین میں) سماوات سے دل مراد ہے اور ارض سے
 قالب یعنی ظاہر و باطن میں خدا ہے۔

اے عزیز! تم جانو کہ بندہ کے قلب، قالب ارادت، قدرت اور علم

میں اللہ تعالیٰ محیط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان اللہ علیٰ کل شیء
محیط (بیشک اللہ تعالیٰ تمام چیزوں پر محیط ہے)

اے عزیز! طالب کو اپنے حکم امر اور ارادہ سے نکل جانا چاہئے تاکہ
اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مقام تسلیم و تسکین عطا فرمائے..... اعلم ان القرآن
یوصل العاشق الی المعشوق حتی یری المعشوق من القرآن..... (قرآن عاشق
کو معشوق سے ملاتا ہے یہاں تک کہ قرآن سے معشوق کو دیکھ لیتا ہے)

اے عزیز! تم جانو کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور یہ کتاب سرور
کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تاکہ اس پر عمل
کیا جائے آپ نے اس کے ذریعے رسالت کی تبلیغ کی، اللہ تعالیٰ نے
محبوب بارگاہ بنا لیا، دونوں جہاں کا مقصود بنا لیا عزت کا تاج سر پر رکھا اور
ان کے لیے یہ فرمان آیا..... لولاک لما خلقت الافلاک (اگر آپ نہ ہوتے
تو ہم نہیں پیدا کرتے آسمانوں کو) اور..... لولاک لما ظہرت سر الربوئیۃ.....
(اگر آپ نہ ہوتے تو ہم نہیں ظاہر کرتے ربوبیت کے اسرار کو)

تم یہ جانو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی اتباع قرآن میں ہے۔ قرآن ہادی ہے ہدایت قرآن میں ہے۔
آج جس نے خود کو قرآن سے آراستہ روشن اور منور نہیں کیا اور اپنے کو اللہ
تبارک و تعالیٰ کے لائق نہیں بنایا وہ نابینا، ہے اس کا دل سیاہ ہے اور وہ ظالم

ہے جو قرآن کو پڑھتا ہے، سنتا ہے اور اس کے بعد بھلا دنیا ہے اس کے حق میں دوزخ کی وعید ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا، قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيْتُهَا وَكَذَلِكَ يَوْمَ تَنْشَأُ ۝

(جس نے اعراض کیا میرے ذکر سے اس کی گزران تنگ ہو جائے گی اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے، وہ کہے گا اے پروردگار مجھ کو کیوں اندھا اٹھایا میں تو دیکھنے والا تھا۔ کہا یوں ہی پہنچی تھیں تجھ کو ہماری آیتیں اور تو نے ان کو بھلا دیا۔ اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیں گے) اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے غیر اللہ کو دل سے نکال دے خلوت اور عزت، مخلوق سے الگ ہو جائے، تاکہ ذکر میں استقامت حاصل ہو، نفسانی اور شیطانی خطرات سے چھٹکارا پائے اور دنیوی زندگی کی خواہشوں سے پرہیز کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی لذتیں حاصل ہوں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو۔

اے عزیز! طالب کو جاننا چاہئے کہ ذکر کیا ہے؟ ملازمت..... الذکر ہوا لخر وج عن ذکر می ماسوی اللہ..... (غیر اللہ یعنی اللہ کے سوا تمام چیزوں کے ذکر سے نکل جانا اللہ کے ذکر میں لگے رہنا ہے) جیسا کہ اللہ

تبارک و تعالیٰ نے فرمایا..... واذکر ربک اذ نسیت غیر اللہ..... (یاد کر

اپنے رب کو جب تو بھلا دے اللہ کے سوا سب کو)

اے عزیز! تم جانو کہ توبہ کیا ہے؟..... ہوا الخروج الی اللہ الی امر اللہ

تعالیٰ وهو الخروج عن ذنوب کلھا اذنب..... (توبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حکم

کی طرف نکلنا ہے اور تمام گناہوں کو چھوڑ دینا ہے۔)

از اذنت ما اذنت قالت محبة

وجودک ذنب لایقاس بھا ذنب

(جب میں نے کہا میرا کیا گناہ ہے تو محبت نے کہا تیرا وجود ہی ایسا

گناہ ہے جو قیاس نہیں کیا جاسکتا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے..... یا یہا الذین

امنوا توبوا الی اللہ توبہ نصوحاً..... (اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف

خالص توبہ) فرمان خداوندی ہے کہ..... فقلت استغفر وارکم انه کان غفور

رحیماً..... (میں نے کہا تم لوگ اپنے پروردگار سے معافی چاہو بیشک وہ

بخشنے والا مہربان ہے) اور فرمان نبوی ہے:..... التائب من الذنب کمن

لا ذنب له..... (گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے

گناہ کیا ہی نہیں)۔

طالب کو چاہئے کہ گذشتہ گناہوں سے توبہ کی پوری شرائط کے

ساتھ توبہ کرے، گناہوں سے پرہیز کرے اپنے صفت اندام کو گناہوں کی

آلائش سے پاک رکھے اور ہفت اندام کی نگہبانی و پاسبانی میں لگا رہے جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے استقامت حاصل ہوگئی تو اقوال، افعال اور احوال سے جو کچھ صادر ہوگا وہ حسنات ہوگا۔

اے عزیز! توبہ کی تین قسمیں ہیں ایک توبہ دوسری انابت اور تیسری ادیت۔

تم جانو کہ توبہ کیا ہے؟ اپنے بدن کو دنیوی لذتوں اور گناہوں کی آلائش سے پاک رکھے، اپنی زبان کو غیر اللہ کی باتوں سے پاک رکھے اپنے دل کو خواہشات نفسانی سے صاف رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے تمام تقصیرات گزشتہ اور تمام گناہ صغیرہ و کبیرہ دھل جائیں اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی نیکیوں کی طرف راہ پائے، مقام علین کی طرف پرواز کرے اور سیروا الی اللہ (اللہ کی طرف سیر کرو) کی نعمت نصیب ہو جائے تم سمجھ لو کہ یہی توبہ ہے۔

اے عزیز! تم جانتے ہو انابت کیا ہے؟ طالب کو چاہئے کہ غائب سے حضوری میں آئے اور ہر حال میں ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اپنے کو اللہ تعالیٰ کا منظور، مقدور، مامور اور مرزوق سمجھے تب خود بینی سے نجات حاصل کی اور مقام فنا میں پہنچا۔ جب طالب مقام فنا میں پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ

اپنے کرم سے طالب کے دل میں علم الیقین کا مشاہدہ کراتا ہے ایسی صورت میں طالب اپنی ذات میں اور ان تمام چیزوں میں جو نظر آتی ہیں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے اسی کو انابت کہتے ہیں۔

اے عزیز! تم کو معلوم ہے کہ اویت کیا ہے؟

طالب کو چاہئے کہ اپنے گوگم کر کے اللہ تعالیٰ میں مل جائے اور جو مرتبہ و مقام اس کو حاصل ہو اس سے گذر جائے۔ اس پر نظر نہ کرے اور بلند تر مرتبہ کا طلب گار رہے تاکہ وہ کسی مقام پر رکے نہیں۔ سرور کائنات محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو ہر روز ستر بار درجہ کی ترقی ہوتی تھی اور سلطان الانبیا ﷺ سیر سے رکتے نہیں تھے۔ ہمیشہ بلند سے بلند مقام کی طلب کرتے رہے، اسی طرح طالب کو چاہیے کہ جو مقام اس کو حاصل ہو اس پر قائم نہ رہے اور اسی پر قناعت نہ کرے بلکہ آگے بڑھتا جائے۔ اللہ تعالیٰ کمال ہمت عطا فرمائے تاکہ ذات الہیٰ تک رسائی ہو جائے۔ یہی اویت ہے۔

اے عزیز! تم جانتے ہو مجاہدہ کیا ہے؟..... المجاہدۃ ہوا الغداء عن

النفس و الشیطان..... (نفس اور شیطان سے جہاد کرنا یہی مجاہدہ ہے)

طالب کو رات دن اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا چاہئے۔ اور نفس کی کوئی

آرزو پوری نہ ہونے دے اس کو نامراد کر دے تاکہ شیطان کو اس پر دسترس

نہ ہو شیطان کو مردود سمجھے نفس کی قید اور شیطان کے وسوسہ سے چھٹکارا پاپا جائے اللہ تعالیٰ اس پر اخلاص کا دروازہ کھول دے اور اللہ کے ساتھ حضوری نصیب ہو جائے۔ بعضوں نے کہا ہے..... المجاہدة قلة الاكل والشرب والقول والنوم..... (کم کھانا، کم پینا، کم بولنا اور کم سونا مجاہدہ ہے)

اے عزیز! طالب کو غنا اور فقر کی تعریف جانی چاہئے..... الغناء هو الانقطاع الطمع عن غير الله والفقر هو المستغنى عن الله هو التجريد والتفريد عن غير الله اى الخروج منها كما هو الخروج بالموت والفقر الحقيقى هو الارشاد الى الله..... (اللہ کے سوا جتنی چیزیں ہیں ان کی لالچ سے دور رہنے کا نام غنا ہے اور فقر اللہ سے مستغنی ہونے کا نام ہے غیر اللہ سے الگ ہو جانا یہی تجرید و تفرید ہے یعنی اس سے اس طرح نکلنا ہے جیسے موت سے نکلنا ہے اور فقر حقیقی اللہ کی طرف راستہ دکھانا ہے)

اے عزیز طالب! تمہیں معلوم کہ شب معراج میں جبرئیل علیہ السلام نے سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے کہا۔ اے اللہ کے رسول میرا مقام اس سے آگے نہیں ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے فقر کو رہبر بنایا۔ یہاں تک کہ..... مقام قاب قوسین اودنی..... تک پہنچا دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... الفقر فخرى..... (فقر! میرا فخر ہے) رسالہ غوثیہ میں مرقوم ہے کہ اللہ کی جانب سے الہام ہوا..... یا غوث الاعظم

قل لاصحکک واحبابک من اراد منکم صحبتی فعلیہ باختیار الفقر..... (اے غوث
 الاعظم اپنے اصحاب و احباب سے کہہ دیجئے کہ جو میرا قرب چاہتے ہیں ان
 پر لازم ہے کہ وہ فقر اختیار کریں)۔

اے عزیز! تم جانتے ہو فقر کیا ہے یہ آشتی در آشتی اور نیاز میں نیاز
 ہے۔ کمال نیاز کمال بے نیازی میں ہے اور کمال بے نیازی کمال نیاز میں
 ہے۔

اے عزیز! تم سمجھو کہ آشتی در آشتی کیا ہے۔ طالب کو چاہئے کہ جو
 درد، رنج، مصیبت اور بلا اس کو پہنچے سب کو اللہ کی جانب سے سمجھے، دل و
 جان سے قبول کرے اور خوش رہے تاکہ اللہ کا قرب حاصل ہو۔ یہی آشتی
 در آشتی ہے۔

اے عزیز! تم جانتے ہو کہ کمال بے نیازی میں کمال نیاز کیا ہے۔
 طالب کو چاہئے کہ اپنے نیاز اور مراد (یعنی اپنی آرزو اور تمنا) کو مخلوق سے
 وابستہ نہ کرے تاکہ بندہ کی تمنا و آرزو اللہ تعالیٰ پوری فرمائے۔
 کمال بے نیازی میں کمال نیاز یہی ہے۔

اے عزیز! کمال بے نیازی کمال نیاز میں ہے اس کو بھی سمجھ لو۔ یہ
 مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ جس وقت نمرود نے ان کو منجلیق

میں رکھ کر آگ میں ڈالا جبریل علیہ السلام کو حکم خداوندی ہوا کہ اے جبرئیل ابراہیم کے پاس جاؤ۔ وہ آئے اور کہا یا ابراہیم ہل لک حاجتہ..... اے ابراہیم کوئی حاجت ہے؟ حضرت ابراہیم نے جواب دیا، اِنَا الْيَك فَلَآ۔ حاجت ہے لیکن تم سے نہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے پھر کہا۔ خدا سے طلب کیجئے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا..... حَسْبِي مَنْ سَوَّأَ لِي عَمَلَهُ بِحَالِي..... میری حاجت اللہ تعالیٰ پر ظاہر ہے اور اس کو میرے حال کی خبر ہے اس لئے کہ وہ دانا اور بینا ہے۔ اس کے بعد آگ کو حکم ہوا..... یا نَارِ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِيمَ..... (اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ابراہیم پر)

بعضوں نے کہا ہے کہ..... جِس وَقْتُ
حضرت ابراہیم کے چاروں طرف آگ شعلہ زن تھی اس وقت ان کی زبان پر یہی آخری کلمہ تھا..... حَسْبِي اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيلُ، نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ..... (کافی ہے مجھے اللہ جو بہتر وکیل ہے، اچھا مولیٰ ہے اور بہتر مددگار ہے) کمال نیاز میں کمال بے نیازی یہی ہے۔

اے عزیز! تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ مومن کون ہے؟ مومن کے تین درجے ہیں، جیسا کہ سردر کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... الْمَوْمِنُ مَلُوْكُ الْجَنَّةِ وَالْمَوْمِنَةُ اَيْضًا الْمَوْمِنُ خَوَاصُّ الرَّحْمٰنِ..... مَوْمِنُ كَرْمَتِهٖ اَوَّلُ..... الْمَوْمِنُ مَلُوْكُ الْجَنَّةِ..... سے مراد وہ لوگ

ہیں جنہوں نے دنیوی لذت، شہوت اور زندگی کو اپنے دل پر تلخ کر لیا ہو، بہشت ایسے ہی لوگوں کی آرزو کرتی ہے، المؤمن ملوک الجنتہ یہی ہے۔

مؤمن کے مرتبہ دوم..... المؤمن انیس الرحمن..... سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگی ہو، ان کے ہفت اندام اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں مشغول ہوں اور ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو، المؤمن انیس الرحمن یہی ہے۔

المؤمن خواص الرحمن ان کو کہتے ہیں جن کا جسم جسم والوں کے ساتھ، روح روح والوں کے ساتھ اور ان کا سر (راز) اللہ تعالیٰ کے ساتھ دریائے وحدت میں مسرور ہو۔ المؤمن خواص الرحمن یہی ہے۔ المؤمن خواص الرحمن کی دوسری توجیہ اس طرح بھی کی گئی ہے کہ اس کا جسم اور دل ظاہری طور پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں مشغول ہو اس کی روح تحصیل کمالات میں ہو یعنی دریائے وحدت میں مستغرق رہے اور اس کا سر (راز) ذات الہی کے مشاہدہ سے خوش ہو۔

اے عزیز! اسی کا نام اتباع رسول ہے جیسا کہ آپ ﷺ فرمایا:
..... الشریعہ اتوالی الطریقۃ انعالی والحقیقۃ احوالی..... (میرا قول شریعت ہے، میرا عمل طریقت ہے اور میرا حال حقیقت ہے۔) واللہ اعلم بالصواب

ارشادُ السّاکین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہاں کا رب ہے اور اس کے سوا کوئی موجود نہیں۔ اور درود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے سوا کوئی مقصود نہیں۔

اس عالم میں سے کوئی عالم بھی ظاہر اور پیدا نہیں تھا..... گان اللہ و لَعْم یکن معہ، ہیشی..... (اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا)

جب اس کی خواہش ہوئی کہ خود کو ظاہر اور پیدا کرے اور اس کی ذات میں جو صفتیں ہیں ان کو آشکارا فرمائے تو اپنے نور کو اس عالم ظاہر کا روپ بخشا اور اپنی ذات کو خلق کا لباس پہنایا۔

چواظہار گشتن ہی خواستم صفتہای خود را خود آراستم

(جب میں نے اپنی ذات کو ظاہر کرنا چاہا تو اپنی صفات کو خود آراستہ کیا)

بہر صورت نمودم ذات خود را گہے بر شکل آدم گاہ حوا

(بہر صورت میں اپنی ذات کو دکھا دیا کبھی آدم کی شکل میں اور کبھی حوا

کی صورت میں)۔

اب یہ بھی سمجھ لو کہ وہی نور مذکور جو پوشیدہ تھا جب عالم لاہوت سے عالم جبروت میں آیا تو کسوت جبروتی پہنا اور اپنا نام روح رکھا جب عالم جبروت سے عالم ملکوت میں آیا تو کسوت ملکوتی پہنا اور اپنا نام قلب رکھا جب عالم ملکوت سے عالم ناسوت میں آیا کسوت ناسوتی پہنا اور اپنا نام قالب جسم رکھا۔ اسی عالم کو ملک ظاہر کہتے ہیں:

وجود ندارد کسے جز خدا ہموں بودہ باشد ہمیشہ بجا

(خدا کے سوا کسی کا وجود نہیں۔ ہمیشہ اور ہر جگہ وہی ہے۔)

بہر سو نظر کن جمالش عیاں کسے نیست جزوے حقیقت بداں
(جس طرف دیکھو اسی کا جمال نمایاں ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں

ہے یہ بھی حقیقت ہے۔)

جاننا چاہئے کہ ملک خاک و باد، آب و آتش انہیں چاروں عناصر سے عبارت ہے اور ان سب کی اصل نور ہے۔ جب نور زدل کر کے عالم کثیف میں آتا ہے نار ہو جاتا ہے اور جب نار کثیف ہوتا ہے باد ہو جاتا ہے اگر متحرک ہو تو باد ہے ورنہ ہوا ہے۔ اور باد کثیف ہونے کے بعد آب ہو جاتا ہے اور جب آب ہوتا ہے خاک ہو جاتا ہے۔ یہ سب ایک وجود ہے (یعنی سب کا وجود ایک ہی ہے) اور ایک ہی نور کی مختلف صورتیں ہیں۔

جیسے نیشکر (سکٹا) جو لطیف لطیف ہے۔ کبھی راب بن گیا کبھی شکر ہو گیا اور کبھی قند اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کی صورت میں بدل گیا۔ یہ سب اسی نیشکر سے ہیں اور اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھو تو تمام شیرینیاں اپنی مختلف صورتوں اور اور الگ الگ ذائقہ کے باوجود عین وہی نیشکر ہیں۔ نیشکر کے علاوہ کوئی دوسری چیزیں نہیں۔

از جمال صبغة اللہ عالمی پور نور گشت ہر کجا بینی تو نورے او مصور می شود
(اللہ کی رنگینی کے جمال سے سارا جہاں منور ہے، جدھر تم دیکھو
اسی کا نور نظر آتا ہے)

انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری..... (میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔) اسی سے تم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ سب ایک ہی وجود ہے اور ایک ہی نور سے یہ صورتیں جلوہ گر ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک وجود کے سوا دوسرا وجود متصور نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وجود کے سوا کوئی دوسرا وجود نہیں۔

ہر چہ بی یار ہست اغیار نیست غیر او جز وہم و جز پندار نیست
(جو کچھ تم دیکھتے ہو وہی دوست ہے غیر نہیں ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ وہم اور پندار ہے۔)

از جمال ہو معکم جلوہ ہاست ایک ہر کس لائق دیدار نیست
 (ہو معکم کے جمال کی جلوہ آرائی ہے لیکن ہر شخص اس دیدار کے
 لائق نہیں ہے۔)

یہ سب جو تم غیر دیکھتے ہو اور غیر کہتے ہو یہ غیر اعتباری غیر ہے حقیقی
 نہیں ہے اس لئے کہ غیر حقیقی محال ہے۔ اگر اس غیر کو حقیقی کہیں اور حقیقی
 سمجھیں تو دو وجود لازم آئے گا جب تک وجود اول ختم نہ ہو جائے اور اس کی
 انتہا نہ ہو جائے وجود دوم کا تصور ممکن نہیں اور اس کے وجود کی کوئی انتہاء
 نہیں۔

سوال: (یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ) یہ سب وجود حق تعالیٰ
 کیسے ہو جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی صورت ہے نہ شکل ہے اور نہ
 رنگ ہے۔ جو چیزیں عالم ظاہر میں پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود میں
 ان میں سے ایک بھی نہیں ہے۔ اور حق تعالیٰ کا وجود ان چیزوں سے پاک
 ہے۔

جواب: (اس سوال کا جواب اس مثال سے سمجھو) کلام نفسی وہ
 ہے جس میں نہ حرف ہونہ آواز ہونہ ترکیب ہو اور نہ تقطیع۔ لیکن یہ سب
 چیزیں اس قرآن و مصحف میں موجود ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن کلام الہی

نہیں ہے تو یہ کفر ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن اس ترکیب اور تنظیم کے ساتھ ظاہر نہیں ہوا ہے تو ایسا کہنے والا بھی کافر ہو جائے گا اس لیے کہ قرآن اسی ترکیب اور نظم کے ساتھ وجود میں آیا ہے۔ اسی مثال سے اس مسئلہ کو سمجھنا چاہئے۔ اگر کوئی عالم ظاہر کے وجود کا منکر ہے کہ اس کا وجود نہیں تو یہ کہنے والا بھی کافر ہوگا۔

درکانات ہرچہ بصورت مقیداست

ازمخزن وجود بدیں شکل آمدہ است

(کانات میں جتنی چیزیں ظاہری شکل و صورت کے ساتھ نمودار

ہوئیں وہ سب اسی خزانہ وجود سے اس شکل میں آئی ہیں۔)

بحر قدم چو موج بر آرد ز بطن خویش

آں را حدوٹ خواندن در شرع احمد است

(جب بحر قدم اپنے بطن سے موجزن ہو تو شرع احمدی میں اس

موج کا نام حدوٹ پڑا۔)

در معرفت مقام ندیدم ورائے ایں

کایں صورت و معانی یکذات واحد است

(اس صورت و معانی میں ہی ایک ذات واحد ہے، معرفت میں

اس کے سوا کوئی دوسرا مقام مجھے نظر نہیں آیا)

وجود ظاہر کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔ اس کا ایک سبب یہ بھی ہی کہ الظاہر اور الباطن اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ الظاہر کے معنی ہستی کا اظہار ہے، اور الباطن کے معنی چگونگی کی پنہانی ہے۔ ظاہر سے عالم کا وجود مراد ہے۔ ظاہر عین باطن ہے وہی باطن اس شکل و صورت میں ظاہر ہوا جب تک باطن تھا کوئی شکل و صورت نہیں تھی۔ جو عالم ظاہر کے وجود کا منکر ہو اس نے اللہ تعالیٰ کے اسماء ظاہر کا بھی یقیناً انکار کیا اور جو اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کسی ایک اسم کا بھی انکار کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور یہ سمجھ لو کہ الظاہر و الباطن اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے نہ تشبیہ ہے اور نہ تنزیہ بلکہ اجمالی طور پر دونوں صفات سے متصف ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ عالم ظاہر سے اللہ تعالیٰ کی تمثیل پیش کرنے سے اس کی ذات میں کوئی تغیر اور تعدد لازم نہیں آتا۔ جس طرح کلام نفسی آواز و حروف کی کثرت کے ساتھ ظاہر ہوا ہے، لیکن کلام نفسی میں (آواز و حروف کی اس کثرت کے باوجود) کوئی تغیر نہیں۔ اگر کوئی اپنا مقصود (یعنی دل کی بات) ظاہر کرنا چاہے تو جب تک آواز اور حروف کی شکل میں ظاہر نہیں کرے گا مقصود حاصل نہیں ہوگا۔ آواز اور حروف کے اظہار سے اس کے دل میں (جو مقصد ہے اس میں) کوئی تغیر لازم نہیں آتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اس عالم ظاہر کی تمثیل میں ظاہر ہونے سے

اس کی ذات اور اس کی صفات میں کوئی تغیر لازم نہیں آتا..... ہوا لان کما
 کان لایتغیر فی ذاتہ و صفاتہ بحدوث الا کو ان..... (وہ اب بھی ویسا ہی جیسا
 پہلے تھا۔ کائنات کے حدوث (تخلیق) سے اس کی ذات اور صفات میں
 کوئی تغیر نہیں ہوتا)

ایک دوسری مثال سے بھی اس کو سمجھو کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کبھی وحیہ کلبی کی شکل میں
 آئے اور کبھی اعرابی کی صورت میں۔ یہ جبرئیل کی صورت نہیں تھی اس لئے
 کہ وہ روحانی ہیں اور وہ دیکھے نہیں جاسکتے۔ لیکن جبرئیل علیہ السلام اس
 تمثیل (یعنی اس شکل و صورت میں) آتے تھے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ جبرئیل
 نہیں ہیں تو گویا وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل
 علیہ السلام کے آنے کا انکار کرتا ہے (اور اس کا انکار کرنے والا) کافر ہے۔
 اس مقام میں عارت کا مقصود یہی ہے کہ ایک سے زیادہ کا وجود
 نہیں ہے اور وہی وجود اس شکل و صورت میں نہاں سے ظاہر میں آیا ہے۔

اے زحنت پر تو در چہرہ ہر دلبرے

عشق تو در ہر دلے شوق تو در ہر سرے

(اے وہ ذات کہ تیرے ہی حسن کا پر تو ہر معشوق کے چہرہ میں

ہے، تیرا ہی عشق ہر دل میں ہے اور تیرا ہی شوق ہر سر میں ہے)

عاریت از حسن تو در ہر سرے بہادہ اند
 نیست جز تو ہیچ در عالم بمعنی دلبرے
 (ہر سرے میں تیرے ہی حسن کی کشش ہے اور تیرے سوا دنیا میں کوئی
 معشوق نہیں)

اس رسالہ ”ارشاد السالکین“ میں توحید کا سارا بیان وضاحت اور
 صراحت کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے۔ اگر تم کو رغبت ہو تو تمہارے لئے یہی
 ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں، ان تمام چیزوں سے جن کو وہ
 ناپسند فرمائے۔ ایمان لایا میں اللہ پر اور ان تمام چیزوں پر جو اس کی جانب
 سے آئیں اور ایمان لایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔۔۔

☆☆☆.....☆☆.....☆☆.....☆☆☆

مطبوعات مکتبہ شرف

۱	ترجمہ مکتوبات صدی (مکمل)	از حضرت مخدوم جہاں شیخ	مترجم شاہ نجم الدین احمد و شاہ ایاس یاس بہاری
۲	ترجمہ مکتوبات دو صدی (مکمل)	شرف الدین احمد بخاری نیری قندھاری	مترجم شاہ نسیم الدین احمد شرفی الفردوسی
۳	ترجمہ مسدن المعانی (مکمل)	" " "	مترجم شاہ نسیم الدین احمد شرفی الفردوسی
۴	ترجمہ شرح آداب المریدین	" " "	مترجم شاہ نسیم الدین احمد شرفی الفردوسی
۵	ترجمہ مولس المریدین	" " "	مترجم شاہ نسیم الدین احمد شرفی الفردوسی
۶	ترجمہ فوائد المریدین	" " "	مترجم شاہ نسیم الدین احمد شرفی الفردوسی
۷	ترجمہ عقیدہ شرفی (اُردو)	" " "	مترجم شاہ نسیم الدین احمد شرفی الفردوسی
۸	عقیدہ شرفی (ہندی)	" " "	مترجم شاہ محمد عابد علی شرفی الفردوسی
۹	ترجمہ مکتوبات بست و ہشت	" " "	مترجم ڈاکٹر شاہ محمد علی ارشد شرفی مدظلہ
۱۰	ترجمہ خوان پر نعمت	" " "	مترجم ڈاکٹر شاہ محمد علی ارشد شرفی مدظلہ
۱۱	ترجمہ فوائد کرنی	" " "	مترجم ڈاکٹر شاہ محمد علی ارشد شرفی مدظلہ
۱۲	ترجمہ ارشاد و السالکین و ارشاد الطالبین	" " "	مترجم ڈاکٹر شاہ محمد علی ارشد شرفی مدظلہ
۱۳	اوراد شرفی (اُردو)	" " "	مترجم حافظ شاہ محمد شفیع فردوسی
۱۴	اوراد شرفی (ہندی)	" " "	مترجم سید شاہ محمد عابد علی شرفی الفردوسی
۱۵	ترجمہ مکتوبات حسین	از حضرت مخدوم حسین نیشتر تومین	مترجم شاہ نسیم الدین احمد شرفی الفردوسی و شاہ محمد علی ارشد شرفی
۱۶	ترجمہ اوراد دہ فصلی	" " "	مترجم شاہ نسیم الدین احمد شرفی الفردوسی
۱۷	ترجمہ مناقب الاصفیاء	حضرت مخدوم علامہ پناہ شیخ شعیب	مترجم ڈاکٹر سید شاہ محمد علی ارشد شرفی مدظلہ
۱۸	مخدوم جہاں بیچون اور سندیش (ہندی)	" " "	ڈاکٹر سید شاہ نسیم الدین احمد شرفی مدظلہ
۱۹	گنجینہ فردوس	" " "	سید شاہ محمد عابد علی شرفی الفردوسی
۲۰	شرف اُردو و معاد اولیٰ بالمعجم	" " "	سید شاہ محمد عابد علی شرفی الفردوسی

Maktabah Mujaddidiyah

www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.